ملت اسلامیہ میں اتحاد کے امکانات
سیرت رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں

ڈاکٹر انصار الدین مدنی
قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی، گلگت

اس موضوع پر بات کرنے کا میرا بنیادی مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کی دو مقتدر فرقوں کے ہاں جو علمی سرمایہ محفوظ ہے اس کی نشاندہی کروں جس سے یقیناً ان کے درمیان قربت کا احساس ہوگا اور کسی حد تک غلط فہمیاں بھی دور ہوسکتی ہیں اور ممکن ہے کہ دونوں طرف کے اہل دانش اس مشترکہ علمی سرمائے سے نہ صرف خود فائدہ اٹھاسکیں گے بلکہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں گے۔ اہل علم اس بات سے واقف ہیں کہ ہمیں اسلام کے جن تحقیقی اور تخلیقی میدانوں میں باہمی اشتراک سے کام کرنا چاہیے تھا وہاں آج ہم سطحی بحثوں میں الجھ کر دنیائے اسلام کا شیرازہ بکھرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ علمائے کرام چونکہ معمولی معمولی اختلافات کی نوعیت کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں اس لیے ان خالص علمی مباحث کو عام مجالس میں زیر بحث نہ لائیں بلکہ انہیں اہل علم تک ہی محدود رکھیں۔ اور دونوں فرقوں کا جو اصل علمی سرمایہ جو قرآن وحدیث کی صورت میں محفوظ ہے اس پر کام کریں۔ یوں اشتراک عمل کے ذریعے بحیثیت ایک ملت ہم اقوام عالم کے سامنے کوئی قابل قدر تخلیق پیش کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں اسلامی نظریات کی تاریخ میں دو مختلف مکاتب فکر کے درمیان ایک واضح تقسیم بندی رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک مکتب فکر کو اہل تسنن اور دوسرے مکتب فکر کو اہل تشیع کہا جاتا ہے۔ ان دونوں مکاتب فکر میں بعض علمی مباحث میں اختلاف پایا جاتا ہے اور بعض میں اشتراک۔ جہاں تک اختلافی امور ہیں ان میں آج بھی اختلاف ہے اور نہ جانے کب تک یہ اختلاف جاری رہے گا۔ اس کے باوجود دونوں مکاتب فکر قرآن مجید فرقان حمید پر نہ صرف متفق ہیں بلکہ اس میں بیان کردہ حلال وحرام اور واجب

ومستحب احکام پر پابند رہنا اپنا شرعی فریضہ سمجھتے ہیں البتہ اس کی تاویل، خاص کر متشابہ آیات کی تاویل میں اختلافات رکھتے ہیں۔ایک معقول حد تک علمی اختلاف انسانی زندگی میں تعمیرو ترقی، پیشرفت اور ذہنی بالیدگی کا باعث ہے، کم ازکم اس انسان کے لیے جس کا علمی سرمایہ بہت کم ہو، پیشرفت اور ترقی کا باعث ہے۔جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ (۱)

تمہیں نہیں دیا گیا ہے علم میں سے، مگر تھوڑا حصہ۔

اس لحاظ سے اختلاف آراء کوئی عیب نہیں ہے ہم ان سارے انسانوں کو جو اختلاف نظر رکھتے ہیں، ایک ہی ملک، ایک شہر یہاں تک کہ ایک گھر کے اندر بھی امن وسکون کی زندگی گزارتے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔وہ دشمنی اور بغض وعداوت سے دور رہ کر اپنے خاص نظریات کی حفاظت کرتے ہوئے ایک پرامن زندگی بسر کر رہے ہیں۔پھر مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد واتفاق اور ایک پرسکون مسالمت آمیز زندگی اختیار کرنے کے لیے کیوں تیار نہیں؟ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ علمی مسائل میں نظریاتی اختلاف کا واقع ہونا ایک فطری بات ہے۔ایک رائے کے مطابق قرآن کریم نے بھی اس کی خبر دی ہے:

ولا یزالون مختلفین. الا من رحم ربک ولذلک خلقھم. (۲)

وہ ہمیشہ اختلاف رکھتے ہیں، سوائے ان لوگوں کے جن پر خدا نے رحم کیا اور اسی لیے انہیں خلق کیا گیا ہے۔

لیکن پندرہویں صدی میں ہماری زبوں حالی اور شرمساری کا باعث یہ ہے کہ ہمارے اختلافات، دشمنی، عناد، الزام تراشی، کذب وافترا اور اخلاقی برائیوں کا ارتکاب، یہاں تک کہ ایک دوسرے کی تکفیر اور خون ریزی کی حد کو پہنچ چکے ہیں۔فکری میدان میں ان قلبی اور عملی عداوتوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اسلام بدنام اور مورد الزام واقع ہوا ہے۔اسی لیے ہماری سماجی وسیاسی زندگی میں

بہت زیادہ منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ان اثرات کو ختم کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اہل علم، وحدتِ امت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کریں تو ممکن ہے کہ کسی حد تک اس میں کمی آجائے اور اس کے برے اثرات کم ہو جائیں۔ یہ کوشش امت محمدیہ ﷺ اور اسلامی دنیا کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔(۳)

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ اہل تسنن اور اہل تشیع کے درمیان بہت سی بنیادی باتیں مشترک ہیں ہمیں ان مشترکات پر کام کرتے ہوئے وحدت کے صحیح مفہوم کو قبول کرنا چاہیے۔ مثلاً:

☆ وحدت کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ہم سب کا عقیدہ ایک ہو اور اختلافی اعتقادات لوگوں کے ذہن سے نکال دیے جائیں۔ مثلاً سارے سنی، شیعہ ہو جائیں یا سارے شیعہ، سنی بن جائیں۔

☆ وحدت کی دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ شیعہ اور سنی دونوں اپنے کچھ اعتقادات سے دست بردار ہو جائیں تا کہ دونوں کے ایک دوسرے سے نزدیک ہونے کے لیے راستہ ہموار ہو۔

☆ وحدت کی تیسری صورت یعنی دونوں مذاہب مشترکہ باتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور اختلافی امور میں ایک دوسرے کو معذور سمجھیں۔ اور آپس میں اختلاف کو برداشت کرنے کا مادہ پیدا کریں۔

مذکورہ تینوں صورتوں میں سے تیسری اور آخری صورت وحدت امت کے لیے معقول صورت مانی جاسکتی ہے۔اس سلسلے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ دین کے اہم اصولوں، اسلامی ارکان، یہاں تک کہ اسلامی معارف کے بیشتر حصوں، مکمل قرآن مجید، سنت نبوی ﷺ اور اصول فقہ کے بیشتر حصوں کے بارے میں اہل تسنن اور اہل تشیع کے نظریات مشترک اور یکساں ہیں۔اگر اہل علم ان مشترکات پر کام کریں تو ممکن ہے کہ ایک دوسرے کے دلوں میں محبت اور خلوص کا جذبہ پیدا ہو۔اور بغض، کینہ اور دشمنی میں کمی آنے اور ان کی سماجی زندگی میں بہتری آجائے۔ ذیل میں

کچھ احادیث اس ضمن میں ملاحظہ کیجئے۔

فضیلت جمعہ:

عن النبی (ص) قال: الجمعة سید الایام واعظمها عندالله عزوجل وهواعظم عندالله من یوم الفطر ویوم الاضحی فیه خمس خصال: خلق الله فیه آدم واهبط الله فیه آدم الی الارض وفیه توفی الله آدم وفیه ساعة لایسال الله فیها احد شیئا الا اعطاه مالم یسال محرما وما من ملک مقرب ولاسماء ولا ارض ولا ریاح ولا جبال ولاشجر الا وهو مشفق من یوم الجمعة ان تقوم القیامة فیه.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ سید ایام اور اللہ کے نزدیک ہفتے کا سب سے زیادہ عظمت والا اور خدا کے نزدیک یوم فطر و یوم قربان سے بھی زیادہ باعظمت دن ہے۔ اس دن کو پانچ خصوصیتیں حاصل ہیں۔ اس دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا۔ اس دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اترنے کا حکم دیا۔ اس دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو وفات دی۔ جمعہ کے دن میں ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس میں جو دعا بھی (جائز دعا) مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ جمعہ کے دن، آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ، درخت اور مقرب فرشتے سب ڈرتے ہیں کہ قیامت نہ آجائے۔(۴)

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا ابوعامرعبدالملک بن عمروقال ثنا زهیر یعنی ابن محمدعن عبدالله بن

محمدبن عقيل عن عبدالرحمن بن يزيدالانصاری عن ابی لبابة البديری ابن عبد المنذر ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: سيدالايام يوم الجمعة واعظمها عنده واعظم عندالله عزوجل من يوم الفطر ويوم الاضحی وفيه خمس خلال: خلق الله فيه آدم واهبط الله فيه آدم الى الارض وفيه توفی الله آدم وفيه ساعة لايسال العبدفيها شيئا الااتاه الله تبارک وتعالی اياه مالم يسال حراما وفيه تقوم الساعة مامن ملک مقرب ولاسماء ولاارض ولا رياح ولاجبال ولابحر لاهن يشفقن من يوم الجمعة.

ابولبابہ البدیری ابن عبدالمنذر نے روایت کی: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ سیدالایام اور بارگاہ خدامیں عیدفطروعید قرباں سے زیادہ باعظمت ہے۔اس دن کے پانچ خصوصیات ہیں۔اس دن اللہ نے آدم علیہ السلام کوخلق فرمایا،اس دن اللہ نے آدم علیہ السلام کوزمین پراتارا، اس دن اللہ نے آدم علیہ السلام کووفات دی۔اس دن ایک ساعت ایسی ہے کہ اس میں بندہ اللہ سے جوبھی مانگے،اللہ تبارک وتعالیٰ دیتا ہے۔بس یہ ہے کہ حرام چیز کے بارے میں سوال نہ ہو۔ جمعہ ہی کو قیامت برپاہوگی۔تمام مقرب فرشتے،آسمان اور زمین، ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر جمعہ کے دن سے سب ڈرتے ہیں۔(۵)

مذکورہ دونوں احادیث کے متن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جمعۃ المبارک کی فضیلت واہمیت دونوں کے ہاں معتبر ہےاوراس دن خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے کے مواقع

پیدا کرنا چاہیے۔ یہ حدیث چونکہ دونوں کے ہاں مذکور ہے اس لیے ہمیں اس دن کو روح پرور طریقے سے منانے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

نماز جمعہ ترک کرنے کا گناہ:

محمد بن محمدبن النعمان قال: الصادق (ع) من ترک الجمعة ثلا ثا من غیر علة طبع اللّٰہ علی قلبه.

حضرت صادقؑ نے فرمایا: جو شخص تین جمعے بلا سبب چھوڑتا ہے اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔(۶)

حدثنی الحسن بن علی الحلوانی حدثنا ابوتوبة حدثنا معاویة وھو ابن سلام عن زید یعنی اخاہ انه سمع ابا سلام قال حدثنی الحکم بن میناء ان عبداللّٰہ بن عمر، وابا ھریرۃ حدثاہ انھما سمعا رسول اللّٰہ (ص) یقول علی اعواد منبرہ: لینتھین اقوام عن ودعھم الجمعات اولیختمن اللّٰہ علی قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین.

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے منبر کے زینے پر فرمایا: لوگوں کو جمعہ ترک کرنے سے بہر حال باز رہنا چاہیے ورنہ ان کے دلوں پر ضرور بالضرور مہر لگے گی اور وہ غافلوں میں شمار ہوں گے۔(۷)

درج بالا احادیث میں جمعۃ المبارک کو ترک کرنے والوں کا انجام واضح کیا ہے۔اس لیے اہتمام جمعہ کے حوالے سے دونوں طرف کی کاوشوں سے نہ صرف ایک اچھے مسلمان کی ولادت ہوسکتی ہے بلکہ اس سے وحدت کی مجموعی ضرورت بھی پوری ہوسکتی ہے۔

ضعیف العمری میں روزہ نہ رکھنا:

عن عدۃ اصحابنا، عن احمدبن محمد، عن علی بن

الحكم، عن عبدالملك بن عتبة الهاشمي، قال: سالت ابـاالحسن(ع) عن الشيخ الكبير والعجوز الكبيرة التي تـضعف عن الصوم في شهرمضان، قال: تصدق في كل يـوم بـمـدحـنـطة. ورواه في الاستبصار عن احمدبن محمد بن عيسي مثله.

ہمارے چند اصحاب نے عبدالملک بن عتبہ ہاشمی کہتے ہیں، میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے پوچھا: بہت بوڑھا مرد اور بہت بوڑھی عورت جو رمضان کے روزے سے عاجز ہو؟ (کیا حکم ہے) فرمایا: ہر دن کے بدلے ایک مدگیھوں دے۔(۸)

اخبـرنا ابوعبدالله الحافظ وابوسعيد بن ابي عمروقالا: حـدثـنـاابـو العباس محمدبن يعقوب، حدثنا ابراهيم بن مـرزوق، حـدثـنـا روح بـن عبـادة، حدثنا سعيدبن ابي عـروبة (ح واخبـرنـا) ابـو الـحسيـن بـن بشران العدل ببـغـداد، انبـانـا ابـوجـعفرمحمدبن عمروالرزاز، حدثنا مكي بن ابراهيم، اخبرني سعيدبن ابي عزوبة عن قتادة، عن عزرة، عـن سـعيـد بن جبير، عن ابن عباس انه قال: رخـص للشيخ الكبير والعجوز الكبيرة في ذلك وهما يـطيـقان الصوم ان يفطرا ان شاء اويطعما مكان كل يوم مسكينا. ثم نسخ ذلك في هذه الاية: "فمن شهدمنكم الشهـر فليصـمه" وثبت للشيخ الكبير والعجوز الكبيرة اذا كـانـا لايـطيقان الصوم والحامل والمرضع اذا خافتا

افطرتا واطعمتا مکان کل یوم مسکینا.

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے۔۔۔۔ابن عباس نے کہا کہ بہت بوڑھے مرد اور بہت بڑھیا عورت کو طاقت روزہ کے باوجود چھوٹ دی گئی کہ وہ روزہ افطار کریں اور ہر دن کے بجائے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ پھر یہ حکم قرآن کی آیت سے منسوخ ہوا۔ ''تم میں سے جو شخص اس مہینے میں اپنی جگہ پر (حضر میں) ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے''۔ بہت بوڑھے مرد اور بہت بوڑھی عورت اگر روزہ کی برداشت نہ رکھتے ہوں اور حاملہ نیز دودھ پلانے والی عورتیں بھی اگر خوف (ضرر) محسوس کریں تو افطار کر سکتی ہیں۔لیکن ہر دن کے بدلے ایک کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں۔(۹)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ معاشرے کے اصل مسائل افراد کے ظاہری اور باطنی تکالیف میں پنہاں ہیں اس لیے ان تکالیف کو سمجھ کر انہیں دور کرنے کی کاوشیں تب رنگ لا سکتی ہیں جب ہم ان احادیث کو عملی شکل دیں۔

روزے کا آغاز وافطار رویت پر موقوف ہے:

محمدبن الحسن ، باسناده عن علی بن مهزیار، عن محمدبن ابیء عمیر، عن ابی ایوب وحماد، عن محمد بن مسلم، عن ابی جعفر(ع) قال: اذا رایتم الهلال فصوموا، واذا رایتموه فافطروا، ولیس بالرای ولا بالتظنی.

محمد ابن حسن ۔۔۔امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو، چاند دیکھ کر روزہ کھولو، اس میں رائے اور گمان نہیں۔(۱۰)

اخبرنا ابوبکر محمد بن محمد بن احمد بن رجاء حدثنا ابوالحسن محمد بن محمد بن الحسن

الکارزی، انبا علی بن عبدالعزیز، حدثنا القعنبی، قال: قرات علی مالک (ح واخبرنا) ابوزکریا بن اسحاق المزکی، حدثنا ابو عبداللّٰہ محمدبن یعقوب الشیبانی، حدثنا محمدبن نصر وجعفربن محمد، قالا: حدثنا یحیی بن یحیی قال: قرات علی مالک عن نافع، عن بن عمر، عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ ذکر رمضان، فقال: لاتصوموا حتی تروا الھلال ولاتفطروا حتی تروہ.

ابوبکر محمد ابن محمد ابن احمد ابن رجا۔۔۔۔۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب چاند نہ دیکھو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھو روزہ نہ کھولو۔(۱۱)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ رویت دونوں طرف ثابت ہے اس لیے رویت ہلال کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اہل علم کوئی متفقہ اصول مرتب کریں اوران اصولوں کو عوامی سطح تک پہنچانے کا اہتمام کریں۔ اس طرح رویت کا مسئلہ دو حصہ میں تقسیم ہوکر عام الفہم ہو جائے گا یعنی پیچیدہ مسائل اہل علم تک محدود رہیں گے جس کی وجہ اہل علم کی باہمی مشاورت سے وہ پیچیدہ مسائل آسان شکل میں عوامی سطح تک پہنچ جائیں گے۔ اس طرح افتراک کا عمل رک جائے گا۔

مہینہ کم وزیادہ ہوتا ہے:

محمدبن الحسن، عن احمد بن محمد، عن محمدبن ابی غالب، عن علی بن الحسن الطاطری، عن محمدبن زیاد، عن اسحاق بن جریر، عن ابی عبداللّٰہ (ع) قال: ان رسول (ص) قال: ان الشھر ھکذا وھکذا. یلصق

كفيه ويبسطهما، ثم قال: وهكذا وهكذا وهكذا. ثم يقبض اصبعا واحدة في اخر بسطه بيديه وهي الابهام. فقلت: شهر رمضان تام ابدا ام شهر من الشهور؟ فقال شهر من الشهور.

محمد ابن حسن، ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: مہینہ یوں، آپ مٹھیاں کھولتے اور بند کرتے جاتے تھے۔ پھر فرمایا: اس طرح، آخری مرتبہ جب مٹھی کھولی تو انگوٹھا دبالیا۔ میں نے پوچھا (راوی) رمضان کا مہینہ ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے؟ فرمایا، وہ بھی دوسرے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ (۱۲)

اخبرنا ابوزكريا بن ابي اسحاق، حدثنا ابوعبدالله محمدبن يعقوب الشيباني، حدثنا ابراهيم بن عبدالله، انبا محمدبن عبيد، حدثناعاصم بن محمدعن ابيه، عن عبدالله بن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الشهر هكذا وهكذا وهكذا. ثلاث مرات بيديه، ثم قبض في الثالثة ابهامه... فان غم عليكم فاتموا ثلاثين.

ابوزکریا ابن ابی اسحاق، عبداللہ ابن عمر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ، یوں تین مرتبہ ہاتھ سے سمجھایا، آخری دفعہ، انگوٹھا پکڑ لیا اگر بادل ہوں تو تیس روز پورے کرو۔ (۱۳)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ دونوں طرف کے اہل علم اس بات کو سمجھتے ہیں کہ رمضان کے روزے رویت ہلال پر موقوف ہیں اس لیے اس میں کمی زیادتی کا

امکان ہے۔اس لحاظ سے ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل علم امت کو جذباتی کیفیت سے نکالنے کے لیے ان احادیث کا سہارا لے سکتے ہیں۔

ماہ رمضان میں عمداً افطار کرنے والے کا کفارہ:

محمدبن یعقوب، عن عدة من اصحابنا، عن احمدبن محمدبن عیسیٰ، عن الحسن بن محبوب، عن عبداللّٰه بن سنان، عن ابی عبداللّٰه (ع) فی رجل افطرفی شهر رمضان متعمدا یوما واحدا من غیر عذر، قال: یعتق نسمة، او یصوم شهرین متتابین، او یطعم ستین مسکینا، فان لم یقدر تصدق بما یطیق.

عبداللہ بن سنان اس شخص کے بارے میں جس نے ایک دن ماہ رمضان میں بلاعذر جان بوجھ کر عمداً روزہ افطار کرلیا تھا، امام صادقؑ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ایک غلام آزاد کرے گا یا دو ماہ پے در پے روزہ رکھے گا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اور اگر یہ ممکن نہ ہوسکا تو حسب استطاعت صدقہ کرے گا۔(۱۴)

حدثنا الحسین بن اسماعیل، حدثنا عبداللّٰه بن شبیب، حدثنا ابن ابی اویس، حدثنی ابی، عن ابی بکربن اسماعیل بن محمدبن سعد (ح) وحدثنا ابوبکر النیسابوری وعلی بن محمد بن عبید، قالا: حدثنا محمد بن اسحاق۔ حدثنا محمدبن عمر، حدثنا ابوبکربن اسماعیل، عن ابیه، عن عامربن سعد، عن ابیه انه قال: جاء رجل الی النبی(ص)، فقال افطرت یوما من

شهر رمضان متعمدا، فقال (ص): اعتق رقبة او صم شهرين متتابعين او اطعم ستين مسكينا.

عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے پیغمبر کی خدمت آ کر کہا: میں نے ایک دن ماہ رمضان میں عمدا افطار کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ایک غلام آزاد کر دیا دو ماہ پے در پے روزے رکھو یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔(۱۵)

یعنی ایک مسلمان کبھی بھی جان بوجھ کر رمضان المبارک کے احترام کو نہیں توڑ سکتا ہے۔ اگر کبھی اس سے یہ غلطی سرزد ہو جائے تو انہیں اپنی غلطی کا احساس دلانا چاہیئے تا کہ وہ بخوشی اپنا کفارہ ادا کر کے آئندہ اس قسم کی غلطی کا اعادہ نہ کر سکیں۔

میت کی قضا اس کے ورثہ پر ہے:

محمد بن يعقوب، عن محمدبن يحيى، عن محمدبن الحسين، عن علي بن الحكم، عن العلاء بن رزين، عن محمدبن مسلم، عن احدها(ع)، قال: سالته عن رجل ادركه رمضان وهو مريض فتوفي قال ان يبرا؟ قال: ليس عليه شي ء ولكن يقضي عن الذى يبرا ثم يموت قبل ان يقضي.

محمد بن مسلم (امام باقرؑ وامام صادقؑ میں سے) کسی ایک سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے حالت بیماری میں ماہ رمضان کو درک کیا اور شفایاب ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گیا، حضرت نے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے۔لیکن اگر شفایاب ہونے کے بعد قضا روزے رکھنے سے پہلے مرا ہو تو اس کی جانب سے قضا

روزے رکھے جائیں گے۔ (۱۶)

اخبرنا ابوعبدالله الحافظ، انبا ابوالفضل بن ابراهيم، حدثنا احمدبن سلمة، حدثنا اسحاق بن ابراهيم، انبا عيسى بن يونس، حدثنا الاعمش، عن مسلم البطين، عن سعيدبن جبير، عن ابن عباس، ان امراة اتت النبى (ص) فقالت: ان امى ماتت وعليها صوم شهر فقال: ارايت لو كان عليها دين اكنت تقضينه؟ فقالت: نعم. فقال: دين الله احق بالقضاء.

ابن عباس ناقل ہیں کہ ایک عورت نے پیغمبرؐ کی خدمت میں عرض کیا: میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے درحالیکہ ان پر ایک ماہ کا روزہ باقی ہے، حضرت (ص) نے فرمایا: اگر تمہاری ماں پر قرضہ ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! حضرت نے فرمایا: خدا کے قرض کی ادائیگی زیادہ سزاوار ہے۔(۱۷)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ معاشرے کے ہرفرد میں احساس ذمہ داری پیدا کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ حقوق کی ادائیگی بروقت اوراحسن طریقے سے کریں۔

حج کا ثواب:

عن محمدبن يعقوب عنه، على بن ابراهيم، عن ابيه، عن النوفلى، عن السكونى، عن ابى عبدالله عن آبائه قال: قال رسول الله ﷺ: الحجة ثوابها الجنة والعمرة كفارة لكل ذنب.

امام صادقؑ اپنے پدر بزرگوار سے نقل فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

حج کا ثواب جنت ہے اور عمرہ، ہر گناہ کا کفارہ ہے۔(۱۸)

قال الاسلمي: وحدثني صفوان بن سليم، عن عطاء بن يسار قال: رسول الله ﷺ: من حج البيت فقضى مناسكه وسلم المسلمون من لسانه ويده غفر له ما تقدم من ذنبه.

عطاء بن یسار، راوی ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: جس شخص نے حج بیت اللہ کیا، اس کے مناسک کو بجالایا، اور مسلمان اس کے دست وزبان (کی اذیتوں) سے محفوظ ہو گئے تو اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔(۱۹)

یہاں یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ دونوں طرف کے اہل علم اس بات کے امکانات کو ختم کرا سکتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی زبان وعمل کے ذریعے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچا سکیں۔

حج ،فقر اور گناہوں کو دور کرتا ہے:

محمدبن يعقوب عنه، محمدبن يحيى، عن احمدبن محمد بن الحسين [عن]وعلان، عن عبدالله بن المغيرة عن ابن [ابى] الطيار قال: قال ابو عبدالله : حجج تترى وعمر تسعى يدفعن عيلة الفقر وميتة السوء.

ابن ابوطیار ناقل ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا: پے در پے حج وعمرہ فقر وغربت، نیز گناہوں اور برائیوں کو دور کرتا ہے۔(۲۰)

عن الاسلمي، عن ابى الحويرث، عن عامر بن عبدالله

بن الزبیر قال: قال رسول اللہ ﷺ: حجج تتری و عمر نسقا تدفع میتة السوء و عیلة الفقر.

عامر بن عبداللہ بن زبیر ناقل ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: پے در پے حج وعمرہ، گناہ اور فقر کو برطرف کرتا ہے۔(۲۱)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں۔ایسی سینکڑوں احادیث ہیں جو امت کو وحدت کی لڑی میں پرو سکتی ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کی موجودہ حالت کی بات ہے تو اس سلسلے میں مندرجہ ذیل گزارشات عرض ہیں۔

۱۔ کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مکمل اور اصل اسلام ان کے اپنے مذہب کی تعلیمات کے اندر منحصر ہے اور وہ مذہبی علماء جو میانہ رو اور ان کے مخالف ہیں، ان کی نظر میں نہ صرف مسلمان نہیں ہیں، بلکہ دشمن اسلام ہیں اور انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جانا چاہیے۔فسادات شروع ہونے کے لیے یہی جہالت اور نادانی کافی ہے۔ یہ بات کسی حد تک حق بجانب ہے کہ نادانی اور جہالت مادی، معنوی اور سماجی لحاظ سے ایک بدترین اخلاقی بیماری ہے۔قرآن کریم فرماتا ہے:

ویجعل الرجس علی الذین لایعقلون. (۲۲)

وہ لوگ جو سوچ سمجھ سے عاری ہیں پلیدی ان کا حصہ ہے۔

ان هم الا کالانعام. (۲۳)

اور وہ چوپائیوں کی مانند ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کی باہمی دشمنی اور ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑوں اور اختلاف سے اسلام دشمن خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پوری تاریخ پر محیط مسلمانوں کے مذہبی فسادات اور اختلافات میں کوئی فریق نابود نہیں ہوا۔البتہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ان اختلافات کے نتیجے میں مسلمانوں اور اسلامی معاشرے کو بہت نقصان پہنچا ہے نیز مسلمانوں کی تہذیبی، ثقافتی، سائنسی

اور صنعتی ترقی کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ بیسویں صدی میں اسلام دشمنوں کی یہ سازشیں بہت پیچیدہ اور فنی شکل اختیار کر گئی ہیں۔ اس طرح سے اکیسویں صدی میں مسلمانوں کی حالت مزید پیچیدہ تر اور زیادہ مبہم ہو جائے گی۔

۳۔ ناپختہ معاشروں کی اکثریت خود پرستی کا شکار افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ خودمحوری افراط کی حد کو پہنچ جاتی ہے تو یہ لوگوں کے سماجی امن وسکون نیز اخلاقی پیشرفت اور تکامل کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ اور تباہی کے خطرناک ترین عوامل میں سے ایک ثابت ہوتی ہے۔ خود پسند لوگ اپنے آپ کو دوسروں سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے غرور و تکبر کی تکمیل کے لیے ہر ممکن وسیلے سے اپنے مذہبی رہنماؤں کے حق میں احمقانہ غلو اور مبالغہ آمیزی شروع کرتے ہیں تاکہ خود ان کا بھی مقام بلند ہو جائے۔

۴۔ اکثر مذاہب میں شکست خوردہ اور ناکام و نااہل اور بعض نام نہاد مولوی ہی عوام الناس کی باگ دوڑ سنبھالے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو اہل تقویٰ نہیں ہیں وہ لوگ جاہ طلب نیز سماجی مقبولیت و منصب کے دلدادہ اور مادی مراعات کے خواہاں ہوتے ہیں۔ یہ مذہب کو روحانی تربیت، تہذیب، ارتقا اور خداوند عالم کے ساتھ تقرب کا ذریعہ ماننے کی بجائے اسے اپنی دنیا چمکانے کے لیے ایک کاروبار سمجھتے ہیں۔ وہ مذہب کو مادی مفادات کے حصول، لیڈری چمکانے، معنوی اور سرکاری مقامات کے حصول کے لیے بہترین وسیلہ خیال کرتے ہیں۔ بنابرایں ایسے مذہبی مبلغین اور اہل قلم زہریلی ناگن کی طرح اپنی ظاہری خوبصورتی اور خوشنمائی کا دھوکہ دے کر مسلمانوں کو خطرے سے دوچار کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی مذہبی حیثیت کے استحکام نیز علم، تقویٰ، مقام اور درجے کی تشہیر و اثبات کے لیے ہر ممکن وسیلہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ غافل عوام الناس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے عجیب و غریب، خندہ آور باتوں کو نقل کرتے ہیں۔ سادہ لوح عوام کو دھوکہ دے کر ان کے دلوں میں بے جا حب و بغض پیدا کر کے دیگر مسلمان بھائیوں کے لیے ان کے دلوں میں نفرت، بغض و عداوت اور نفرت کا بیج بوتے ہیں۔

۵۔ مختلف ادیان کے پیروکاروں کے درمیان، بدظنی، شدید عداوت اور دشمنی پائی جاتی ہے۔ ہر دین کے پیروکار دوسرے دین کو باطل اور ان کے پیروکاروں کو کافر، جہنمی اور مبغوض خدا سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ محبت حرام اور اسے ایمان کی کمزوری کی نشانی قرار دیتے ہیں۔ تمام ممکنہ ذرائع و وسائل سے دیگر ادیان کی تخریب اور ان کے پیروکاروں کو فاسد کرنے میں سرگرم عمل ہو جاتے ہیں۔ ان کے اندر اپنے جاسوسوں اور ایجنٹوں کے ذریعے فتنہ وفساد اور اختلافات کی آگ بھڑکاتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف صلیبیوں کی جنگ اس سلسلے میں معروف ہے۔

۶۔ موجودہ صنعتی ترقی کے دور میں بڑی طاقتیں ذلیل وخوار ہوگئی ہیں۔ اختراعات وایجادات کی روشنی میں پوری دنیا کے پس ماندہ اور کمزور ممالک کے قدرتی اور اقتصادی وسائل پر تسلط حاصل کرنے کے لیے ان کے لالچ میں اضافہ ہو گیا ہے۔ استعماری طاقتیں اپنی استعماریت کو دوام بخشنے کے لیے چند ایک امور کی محتاج ہیں جن کے حصول کو وہ ضروری سمجھتی ہیں اور اس مقصد کی راہ میں جو موانع اور رکاوٹیں موجود ہیں انہیں رفع کرنا لازم خیال کرتی ہیں۔ استعماری طاقتوں کے مقاصد کی راہ میں جو موانع ہیں ان میں سے ایک دین ہے۔ یہ بات مکرر تجربات سے ثابت ہوئی ہے۔ تجربے سے قطع نظر، دین اسلام ان کے لیے سب سے بڑے موانع میں شمار ہوتا ہے کیونکہ اسلام آنے والے وقتوں میں ملت اسلامیہ کی آزادی وحریت اور عزت وشرف کا علمبردار بن سکتا ہے۔

۷۔ مختلف ممالک کے شیعہ سنی علماء کے اجتماع میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ شیعہ وسنی علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید تحریف سے محفوظ ہے۔ کسی قسم کی کمی بیشی واقع نہیں ہوئی ہے اور صدر اسلام سے آج تک سالم باقی ہے۔

۸۔ شیعہ اور سنی محققین دونوں مذاہب کی متفقہ احادیث پر مشتمل کتابوں کی تدوین کریں اور ان کی اشاعت کا انتظام کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب کرامؓ کی وساطت سے نقل ہونے والی حدیثوں کا موازنہ کیا جائے تو تین قسم کی

حدیثیں سامنے آتی ہیں:

☆ جن کے مضامین مختلف ہیں۔

☆ جن کا مضمون متفق علیہ ہے، لیکن الفاظ مختلف ہیں۔

☆ جن کے مضامین اور الفاظ دونوں ایک جیسے ہیں۔

۹۔ بہت ہی مناسب ہے کہ ہم اس ضمن میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی اس بات پر توجہ دیں۔ ''اصولاً یہ بیان صحیح ہے کہ حدیث کی کتابوں میں جو سنیوں کی حدیثیں ہیں اور جو شیعوں کی حدیثیں ہیں، ان میں اختلاف ہو۔ لیکن عملاً ایسا نظر آتا ہے کہ یہ مفروضہ ہی ہے۔ راویوں کا بے شک فرق ہے مثلاً میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر ایک چیز بیان کرتا ہوں، وہی بات میرا شیعہ بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر بیان کرتا ہے، تو یہ مفروضہ کہ شیعہ سنی کی ساری حدیثوں میں فرق ہے، غلط ہے۔ فرق صرف روایت کرنے والوں میں ہے، حدیث کے مندرجات میں فرق نہیں ہے۔ تضاد شاذ و نادر ہوگا۔ اب تک ایسی کوئی خاص چیز ملی بھی نہیں، جس سے یہ کہا جائے کہ شیعہ کتابوں میں الف، چیز کا حکم ہے اور سنی کتابوں میں اس کے بالکل برعکس الف، کی ممانعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اختلافی باتیں جو ہمیں نظر آسکتی ہیں ان کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ سنی خاص کر حنفی، شافعی اور حنبلی نمازوں ہاتھوں کو سینے پر باندھتے ہیں اور ہمارے شیعہ بھائی ہاتھوں کو چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ یہ اس لیے نہیں کہ حدیثوں میں اختلاف ہے بلکہ اس لیے کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی۔ بعض اوقات ہاتھ چھوڑ کر پڑھی''۔ (۲۴)

ایک اور جگہ آپ کہتے ہیں:

> ''اس طرح جو اختلاف عمل میں نظر میں آتا ہے وہ حدیث کی غلطی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مختلف زمانوں کے عملوں اور حرکتوں پر مبنی ہے۔ اس لیے ہمیں باہم ایک دوسرے کا متحمل ہونا چاہیے۔ حدیث کے اختلاف پر جھگڑے کی جگہ یہ فرض کرنا چاہیے کہ

اس خاص صورت حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا حکم دیا۔
ایک دوسری مثال لیجئے، جس کا آج کل اخباروں میں بھی ذکر آتا ہے یعنی ''چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹنا'' سنیوں کے ہاں پہنچے سے ہاتھ کاٹنے کا ذکر ملتا ہے اور شیعوں کے ہاں ہاتھ کی صرف انگلیاں کاٹنے کا ذکر ملتا ہے۔ مگر یہ خیال نہ کیجئے کہ حدیثوں میں اختلاف ہے، بلکہ سنیوں کے ہاں کی حدیثوں میں بھی اس کا ذکر آیا ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انگلیوں کو کٹوایا تھا۔ تو ان حالات میں بجائے اس کے کہ اسے فرقہ واری اختلاف قرار دیں ہم ایک دوسرے کا تحمل کریں اور حدیث پر اپنے فرقے کے بیان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں، جو ہماری نجات کے لیے کافی ہے''۔ (۲۵)

ضرورت اس امر کی ہے کہ:

☆ ایک کتاب اہل سنت اور شیعوں کے مشترکہ اعتقادات کے بارے میں اور ایک کتاب فقہ کے اہم مسائل اور کلی اصولوں کے بارے میں تدوین کی جائے جس کا بہت اچھا اثر ہوگا۔ اس کا خلاصہ مدارس کے مختلف تعلیمی مراحل میں داخل نصاب کیا جائے، اسی طرح سے سرکاری تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں طالب علموں کو ان کی تعلیم دی جائے یا یہ کہ ایک کتاب ایسی لکھی جائے جس میں ان اصولوں کو جمع کیا جائے جن کے انکار سے شیعہ وسنی دونوں کے نزدیک انسان دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ رہے باقی مسائل میں اختلاف، تو ان سے دین وایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

☆ اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان ایک برادرانہ ماحول پیدا کرنے کے حوالے سے ایک پیہم عمل اور مسلسل تبلیغ کی ضرورت ہے، جسے شیعہ وسنی علماء اور دانشور انجام

دے سکتے ہیں۔

☆ ایک دوسرے کی محترم شخصیات اور مذاہب کے بارے میں توہین آمیز گفتگو کرنے، ان پر الزام لگانے اور ان کے بارے میں بدگوئی کرنے سے روکا جائے۔

☆ مختلف علاقوں میں دونوں مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان نزاع ہونے کی صورت میں صلح وصفائی کے لیے کمیٹیوں کی ضرورت ہے۔

☆ مشترکہ دینی مدارس کی تأسیس، جن میں دونوں مذاہب کے طلباء کو داخلہ دیا جائے۔ البتہ ادبی علوم، عربی، منطق، معانی بیان اور بدیع مشترکہ ہیں۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ علم فقہ، علم اصول فقہ، علم کلام، عقائد اور علم تفسیر میں جداگانہ کتب تالیف کر کے ان علوم کے اہم مسائل کی تشریح، اہل سنت کے چار مذاہب اور مذہب شیعہ کے نقطہ نظر سے کی جائے۔ اس طرح شیعہ اور سنی طلباء کو تحصیل علم کے دوران ایک دوسرے کے عقائد اور اعمال واخلاق سے آشنا ہونے کا موقع فراہم ہو جائے گا اور یہ لوگ ایک دوسرے کے نزدیک آجائیں گے۔ جب یہ بڑے ہوں گے تو بیرونی سازشوں کے اثرات اور متعصب لوگوں کی باتوں کا ان طلباء پر کم تر اثر ہوگا اور وحدت اسلامیہ کے لیے بہتر طور پر راہ ہموار ہوگی۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ القرآن: الاسراء: ۸۵

۲۔ القرآن: ھود: ۱۱۸۔۱۱۹

۳۔ مرتضیٰ عسکری، سید، اسلام کے دو مکاتب فکر کا تقابلی جائزہ، ص ۱۳۳، البلاغ المبین، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء

۴۔ وسائل الشیعہ ج ۳، ص ۲۷. ونقل فی ہامشہ عن عدۃ الداعی، ص ۲۸. والخصال ج ۱، ص ۵۲،۱ ومصباح المتہجد ص ۱۹۲. ونقلہ مستدرك الوسائل، ج ۱، ص

۴۱۸. عن ابی الفتوح فی تفسیره عن سعدبن عباده.
والبحارج ۸۹، ص۲۶۷، بحوالہ توحید، ص۱۰۰،
سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۵۔ کنزالعمال ج۷، ص۵۰۱،بحوالہ توحید، ص۱۴۵، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۶۔ الوسائل ج۳، ص۲. ونل فی الهامش عن المقنعة ص۲۷،بحوالہ توحید، ص۱۱۴، سازمان تبلیغات اسلامی،قم، ۱۹۸۳ء

۷۔ مسلم ج۲، ص۱۰. النسائی ج۳ ص۸۸. مثله ومنحة المعبود ج۱، ص۱۴۱. کنزالعمال ج۷، ص۵۱۶. نقله عن احمد والنسائی عن بن عباس وابن عمر.
ونقل حديثا اخر مثله ج۷، ص۵۱۷. ونقل فی الهامش عن ابن النجار عن ابن عمر ونقله عبدالرزاق فی مصنفه ج۳، ص۱۲۲. باسناده عن عبدالله بن میناء،
مصابیع السنة للبغوی ج۱، ص۲۸

۸۔ الفقیه ج۲، ص۸۵،بحوالہ توحید، ص۸۸، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۹۔ البیهقی ج۴، ص۲۳۰. ونقل البیهقی ج۴، ص۲۷۱. اقوالا کثیرة عن ابن عباس وانس وابن السائب وابی هریرة کلها ان الشیخ والشخة لایطیقان الصیام
یفطران ویفتدیان. ولکنها تختلف فی بعض الخصوصیات،بحوالہ توحید، ص۹۷، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۱۰۔ الوسائل ج۷، ص۱۸۲۔ الاستبصار ج۲، ص۶۳، بحوالہ توحید، ص۱۰۳، سازمان

تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۱۱۔ البیہقی ج ۴، ص ۲۰۴، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۱۲۔ الوسائل ج ۷، ص ۱۸۹، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۱۳۔ البیہقی ج ۷، ص ۲۰۵، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۱۴۔ الوسائل ج ۷، ص ۲۸۔ والکافی ج ۴، ص ۱۰۱۔ والفقیہ ج ۲، ص ۲۷۔ والاستبصار ج ۲، ص ۹۶

۱۵۔ الدارقطنی ج ۲، ص ۲۰۸، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۱۶۔ الوسائل ج ۷، ص ۲۴۰۔ والکافی ج ۴، ص ۱۲۳۔ والاستبصار ج ۲، ص ۱۱۰، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۱۷۔ البیہقی ج ۴، ص ۲۵۵، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۱۸۔ الوسائل ج ۸، ص ۶۶۔ والکافی ج ۴، ص ۲۵۳، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۱۹۔ المصنف ج ۵، ص ۱۱، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۲۰۔ الوسائل ج ۸، ص ۸۸۔ والکافی ج ۴، ص ۲۶۱، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۲۱۔ مصنف عبدالرزاق ج ۵، ص ۱۰۔ وحکاہ فی کنز العمال ج ۵، ص ۹، حدیث نمبر ۱۱۸۱۸، بحوالہ توحید، ص ۱۰۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ۱۹۸۳ء

۲۲۔ القرآن یونس: ۱۰۰

۲۳۔ القرآن: الفرقان: ۴۴

۲۴۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص ۶۰۔۶۱، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۳ء

۲۵۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص ۶۱۔۶۲، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۳ء